نظرات

آزادیٔ ہند کے بعد سب سے بدترین واقعہ بابری مسجد کا انہدام تو ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ۲۱، ۲۲ نومبر ۱۹۹۴ء کی درمیانی شب میں مرکزی حکومت کے انٹلی جنس بیورو کے افسران، دلّی پولیس، پی۔ اے۔ سی اور مقامی پولیس کے جوانوں نے انتہائی نازیبا طریقے سے ہندوستان ہی کی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کی نامور اسلامی یونیورسٹی ندوۃ العلماء لکھنؤ میں چھاپہ مارکر اور وہاں کے اطہر ہوسٹل میں داخل ہو کر جس طرح انہوں نے وہاں ڈنڈوں، گالیوں اور گولیوں کی بوچھار کرتے ہوئے سات بے گناہ طلبہ کو آئی۔ ایس۔ آئی کے مشتبہ ایجنٹ کی حیثیت سے پکڑا اور پھر دوسرے دن دوپہر کو ان طلباء کو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ جس کی تلاش تھی وہ نہیں ملا۔ قابل مذمت ہے۔ بغیر کسی اطلاع کے اور ندوۃ العلماء کے ذمہ داران کو اعتماد میں لئے بغیر انٹلی جنس بیورو کا دینی درس گاہ پر اس نوعیت کا چھاپہ شاید ہندوستانی مسلمانوں کی دل شکنی کا ایک [illegible] ہی کہا جاسکتا ہے۔ ندوۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ اور عالم اسلام کی مقتدر دینی وعلمی شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو اس چھاپہ سے جو ٹھیس پہونچی ہوگی وہ بیان سے باہر ہے موصوف کی اعلیٰ اوصاف کی حامل شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے قوم و ملک کی وہ آبرو ہیں عزت ہیں عظمت کا بلند مینارہ ہیں۔ ایسی عظیم المرتبت شخصیت کا بھی ان افسرانِ بالا نے کوئی لحاظ نہیں کیا اس سے زیادہ شرم و افسوس کا مقام کیا ہوسکتا ہے۔ کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا ہے کہ اتنے عظیم ادارہ ندوۃ العلماء میں کوئی تخریب کار دہشت گرد یا کسی غیر ملکی تنظیم کا ایجنٹ پناہ گزیں ہوسکتا ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ انٹلی جنس بیورو نے اس ادارہ میں اس بدنام زمانہ تنظیم کے ایجنٹ ہے نے یقین کرلیا۔ یقین کیا جب ہی تو اچانک چھاپہ مارا گیا ـــ بہر حال یہ ہر طرح سے [illegible] واقعہ ہے۔ حکومت اس کی تلافی جس قدر جلد کرلے بہتر ہی ہوگا۔

بابری مسجد کے انہدام کے بعد ملک کے چار صوبوں یوپی ، مدھیہ پردیش ، راجستھان اور ہماچل پردیش میں جو اسمبلی انتخاب ہوئے اس میں عوام نے فرقہ پرست طاقتوں پر جس طرح ضرب کاری لگائی اس سے ہر محب وطن کو اس بات کا اطمینان نصیب ہوا ہے کہ ملک میں اکثریت سیکولر ذہن کے لوگوں کی ہی ہے اور وہ فرقہ پرست طاقتوں کی تخریب کاری پر، جب بھی ملک پر کوئی نازک وقت آن پڑے ، اظہار نفرت کرنے سے گریز نہیں کرتے ہیں ۔ ابھی فرقہ پرست طاقتیں عوام کی اس مار سے سنبھل نہیں پائی تھیں کہ عوام الناس نے کرناٹک اور آندھرا پردیش کے حالیہ اسمبلی انتخابات میں ان فرقہ پرست طاقتوں کو مزید ضرب شدید لگادی ہے تاکہ ہندوستان میں اعلانیہ یا خفیہ طریقے سے فرقہ پرستی کے گندے کھیل میں ملوث طاقتیں ہندوستان کی سالمیت یکجہتی اور ترقی و کامیابی کے راستے میں ہمیشہ کے لئے روڑہ نہ بن سکیں ۔

کرناٹک میں جہاں عوام نے جنتادل کو ایک بار پھر حکومت کی باگ ڈور سونپ دی ہے وہیں اس کی پڑوسی ریاست آندھرا پردیش میں این ٹی آر کی قیادت میں تیلگو دیشم کو حکومت بنانے کا موقع فراہم کردیا ہے ـــــ دونوں صوبوں میں کانگریس برسر اقتدار تھی مگر دونوں ہی صوبوں میں کانگریس کی اتنی زبردست اکثریت ہونے کے باوجود فرقہ پرست طاقتیں جس طرح کھلے عام ہندوستان کی سالمیت اور سیکولر آئین کے لئے چیلنج وخطرہ بنی ہوئی تھیں اس کے پیش نظر عوام کی بڑی اکثریت کو کانگریس کی [illegible] پر شک ہونا قدرتی بات تھی ۔ اور رہیں یہ کہنے دیجئے کہ کانگریس دو گھوڑوں پر سوار رہتے ہوئے اس ملک میں فرقہ پرستوں کو خوب دندنانے کا موقع فراہم کئے ہوئے ہے ۔ اور ہندوستان کے [illegible] نہ صرف بھولا بھالا ہی سمجھتی رہی ہے بلکہ اس حد تک انھیں ناخواندہ بھی تصور کئے بیٹھی [illegible] دوران میں صرف نعروں اور فرقہ پرستی کے خلاف ایک آدھ تقریر و اشتہار ہی سے عوام کا دل جیت کر الیکشن میں کامیابی حاصل کرتے ہوئے حکومت پر قبضہ کرنا کوئی مشکل نہ ہوگا مگر اس کا یہ خیال خام خیال ثابت ہوا ۔ عوام نے سمجھداری دکھائی اور کانگریس کو اس کے اپنے راستے سے ہٹ جانے کی سزا دیدی ۔

آندھرا پردیش کے شہر حیدرآباد میں الکبیر ذبیحہ خانہ پر فرقہ پرستوں کی یلغار اور اس کے خلاف خواہ مخواہ شور شرابہ ، واویلا اور کرناٹک میں ہبلی شہر عیدگاہ میدان میں فرقہ پرستوں کی فرقہ پرستی کا